کورونا چڑیل

محمد سراج عظیم

A-47، ذاکر باغ، سوریہ ہوٹل، اوکھلا روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔110025

رشاد پانچ سال کے تھے۔ گورے چٹے گول مٹول سے۔ گھر میں رشو بھیا پکارے جاتے۔ بڑے بچپن طبیعت، ہر وقت کسی نہ کسی ادھیڑ بن میں رہتے۔ ان کے ساتھ گھر والے بھی مصروف رہتے۔ بلا کے ذہین اور باتونی۔ دادا سے ہر وقت چھتیس کا آنکڑا۔ گھر کا کوئی بڑا جو کہتا اس کو اپنے انداز میں ضرور دہراتے۔

پرانے طرز کا مکان بڑا سا آنگن جس میں طرح طرح کے پیڑ پودے، پنجروں میں طوطے، کئی طرح کی چڑیاں، کبوتر، بلی، آنگن کے ایک طرف مرغیوں کا بڑا سا ڈربہ۔ غرض یہ گھر کیا تھا چھوٹا سا چڑیا گھر تھا۔ بڑے شہروں میں تو اس طرح کے گھروں کا تصور ہی محال تھا۔ صبح ہی اٹھ جاتے اور پورے گھر میں ٹہلا کرتے۔ کبھی ماؤں بلی سے باتیں تو کبھی مٹھو بیٹے سے کلمہ پڑھواتے، کبھی اپنی سائیکل چلاتے تو سارے جانوروں کو بیٹھنے کی دعوت دیتے پھرتے۔ سب سے زیادہ ان کی توجہ کا مرکز گھر میں پلی سفید مرغی تھی جس کا نام ان کی دادی نے چاندنی رکھ دیا تھا۔ اس کے چوزوں میں ایک کالا تھا جس کو وہ کالو کہتے، دوسرا لالو تھا باقی سفید چوزے۔ وہ بچے اپنی ماں کے پیچھے دوڑتے، یہ بھی ان کے پیچھے باتیں کرتے دوڑتے،

''اے کالو! اتنی تیزی سے مت دوڑو۔ گر جاؤ گے۔ ارے چوٹ لگ جائے گی۔''

ان سے بڑی ان کی بہن تھیں جو سات سال کی تھیں۔ پہلی کلاس میں پڑھتی تھیں۔ ان کو سب نفو کہتے۔ ان سے بھی ان کی نہیں بنتی۔ بہر حال ایک دن ان کو پیچکش مل گیا۔ بس سائیکل کی مرمت شروع ہوگئی۔ نفو نے دیکھا تو پوچھا،'' کیا کر رہے ہو بھیا؟''

''ارے اپی! دیکھ نہیں رہی ہو.... ٹھیک کر رہا ہوں۔''

''کیا ٹھیک کر رہے ہو؟''

''ارے سائیکل اور کیا۔''

''ارے خراب ہو جائے گی،'' نفو نے کہا۔

اتنے میں دادا آ گئے،'' ارے بھیا! کیا کر رہے ہو۔''

''ارے دادا گھنٹی ٹھیک کر رہا ہوں۔''

''ارے بھیا خراب ہو جائے گی سائیکل۔''

''دادا! بیوقوف سمجھا ہے کیا۔''

'نہیں۔ تم بیوقوف کہاں ہو۔ تمہارے تو پیٹ میں داڑھی ہے۔'' ابھی دادا نے یہ بات کہی تھی کہ پتہ نہیں کیسے گھنٹی کا پش بٹن نکل کر نفو کے ماتھے پر لگا۔ نفو زور سے چیخ مار کر رونے لگی۔ ان کی ممی دوڑی آئیں، دادا بولے،'' تم مانتے نہیں ہو بھیا۔ بڑے کاریگر ہو۔ دیکھو لگ گئی نا اپی کے چوٹ۔''

اب یہ اپنے دونوں کولھوں پر ہاتھ رکھ کر بولے،'' ممی! یہ دادا کی وجہ سے ہوا۔ مجھے باتوں میں لگا لیا۔ لگ گئی اپی کے چوٹ۔''

ایک دن ٹی وی پر جوئیل تھیف فلم کا گانا آ رہا تھا۔ ہیرو گلے میں ڈھول ڈالے تھا۔ ہیروئن گا رہی تھی۔ بس ان کو بھی یاد

آ گیا ۔ان کے چچا نے ایک ڈھلکیا لا کر دی تھی ۔ گلے میں ڈال کر آ گئے ۔ آنگن میں بجاتے ہوئے گھوم رہے ہیں ''ہونٹوں میں میٹھی پان میں چبا کے چلی آئی'' اور گھر کے سب لوگ ہنس رہے ہیں۔

لاک ڈاؤن کی وجہ سے سب گھر میں تھے۔ ٹی وی پر خبریں آ رہی تھیں۔ ڈاکٹر اپیرن پہنے ہوئے تھے۔ انھوں نے دیکھا تو ممی سے پوچھا:

''ممی یہ کیا ہے'' ان کی ممی نے کہا ''یہ ڈاکٹر لوگ پہنتے ہیں حفاظت کے لیے۔''

''کاہے کے لیے ممی۔۔''

''ارے بھیا! تم بڑا دماغ چاٹتے ہو۔''

''ارے ممی! میں کہاں دماغ چاٹ رہا ہوں، پوچھ رہا ہوں۔''

''اف فو اوہ رشو بھیا! آجکل ایک چڑیل آئی ہوئی ہے۔ وہ سب کو لے جا کر الگ کمرے میں بند کر دیتی ہے۔''

''کیا! ممی کون سی چڑیل؟''

''کورونا کی چڑیل''

''تو ممی! اس کو ڈرانے کے لیے ان لوگوں نے رینکوٹ پہنا ہے۔''

''ہاں۔'' ان کی ماں نے جواب دیا۔

بس کیا تھا۔ رشو جلدی سے اندر گئے۔ اپنا رینکوٹ پہن کر آ گئے۔

''ممی! اب کورونا کی چڑیل میرے پاس تو نہیں آئے گی۔'' رشو نے اپنی ممی سے کہا۔ ان کی ممی نے ان کی طرف دیکھا تو ہنس دیں، ''ارے بھیا! یہ تو ڈاکٹر لوگ اس کو بھگانے کے لیے پہنتے ہیں۔ اگر تم صاف رہو گے، ہر وقت ہاتھ دھوؤ گے، گندگی میں نہیں کھیلو گے تو چڑیل تمہارے پاس نہیں آئے گی اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو وہ تمہیں الگ کمرے میں بند کر دے گی۔''

''ہاں... ممی وہاں کوئی نہیں ہوگا۔''

''ہاں۔ بالکل اکیلے۔''

''ممی! میں صاف صاف رہتا ہوں۔ ہاتھ بھی دھوتا ہوں۔ مجھے تو لے کر نہیں جائے گی نا چڑیل'' رشو بھیا نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

صبح پھر ان کی چہل پہل شروع ہوگئی۔ مرغی اور مرغی کے چوزوں کا ڈربہ کھل گیا تھا۔ سب اِدھر اُدھر دوڑتے پھر رہے تھے۔ آج پتہ نہیں کہاں سے رشو کے ہاتھ ایک چھڑی آ گئی تھی۔ وہ سب سے باتیں کرتے جا رہے تھے:

''اے چاندنی! یہ کالو اور لالو دونوں کا منھ ہاتھ دھلانا۔ نہیں تو کورونا کی چڑیل آ جائے گی۔ ان کو الگ کمرے میں بند کر دے گی۔ پھر یہ تمہارے پاس نہیں آئیں گے۔'' لیکن چاندنی کہاں ان کی بات سمجھتی۔

اب وہ کالو کے پیچھے لگ گئے۔ وہ گندگی میں منھ مار رہا تھا ''اے کالو! تم بیوقوف ہو۔ بالکل گندے بچے ہو۔ تم نالی میں چونچ ڈال رہے ہو۔ چھی... گندے.... چلو اپنے پیر اور چونچ دھوؤ۔ تمہیں کورونا کی چڑیل تمہاری ممی سے الگ کمرے میں بند کر دے گی۔ تم روتے رہو گے اپنی ممی کے لیے اور دادا بھی تمہیں الٹا لٹکا دیں گے۔''

وہ دانت پیس پیس کر اور ڈنڈی کو ہلا ہلا اور گھما گھما کر کالو کو بتا رہے تھے اور اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور گھر کے سارے لوگ ان کو دیکھ دیکھ کر قہقہے لگا رہے تھے۔

○○